

دنیا کی سائنسی اور علمی ترقی نیز قیام امن میں اسلام کا کردار اور یونیسکو کا چارٹر: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا یونیسکو سے خطاب

• 11 اکتوبر 2019ء • 0 • پڑھنے کے لئے 17 منٹ

(ادارہ الفضل انٹرنیشنل)

اس رپورٹ کو باآواز سننے کے لیے یہاں کلک کیجیے:

▶ AI Fazl International - امیر المومنین کا - UNESCO... SOUNDCLLOUD

آج اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے جماعت احمدیہ مسلمہ یونیسکو کے چارٹر کو عملی جامہ پہنا رہی ہے

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیرس میں واقع یونیسکو بلڈنگ میں اسلامی تعلیمات اور معاشرے کی ترقی میں اسلام کے مثبت کردار کے بیان پر مشتمل تاریخی خطاب

(08 اکتوبر 2019ء، UNESCO بلڈنگ پیرس، فرانس، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) آج امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے UNESCO سے خطاب فرمایا۔ UNESCO جو United Nations Educational, Scientific and Cultural Organisation کا مخفف ہے دنیا میں قیام امن اور قانون کی بالا دستی، انسانی حقوق کے قیام نیز تعلیم کو عام کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

حضور انور مقامی وقت کے مطابق ساڑھے تین بجے کے قریب مسجد مبارک Saint-Prix سے پیرس کے Pullman Hotel کے لیے روانہ ہوئے جہاں پونے پانچ بجے کے قریب رونق افروز ہوئے۔ یہ ہوٹل UNESCO بلڈنگ سے چند منٹ کی ڈرائیو پر واقع ہے جہاں پر آج کی تقریب کا انعقاد ہونا تھا۔ اس ہوٹل میں حضور پُر نور کے ساتھ چند معززین کی ملاقاتیں ہوئیں۔

ہوٹل میں ایک گھنٹے کے قریب قیام فرمانے کے بعد حضورِ انور چھ بجے کے قریب یونیسکو بلڈنگ کے لیے روانہ ہوئے۔



اس تقریب کے میزبان یونیسکو میں متعین مالی کے سفیر تھے۔ اس پروگرام میں مختلف ثقافتی اور سماجی پس منظر سے تعلق رکھنے والے ڈیڑھ سو کے قریب معززین نے شمولیت کی۔

UNESCO بلڈنگ میں تقریب اور حضورِ انور کا خطاب: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چھ بج کر 12 منٹ پر تقریب کے لیے مختص کیے گئے ہال میں تشریف لائے۔ اس پروگرام کے ماڈریٹر کے فرائض مکرم آصف عارف صاحب سیکرٹری امور خارجہ جماعت احمدیہ فرانس نے سرانجام دیے۔ موصوف نے حضورِ انور کے صدارتی خطاب سے قبل مختلف معززین کو خطاب کرنے کی دعوت دی۔

سب سے پہلے His Excellency Oumar Keita, Delegate Ambassador to the UNESCO نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

موصوف نے مالی میں ہونے والی دہشت گردی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ باہمی رواداری اور آزادی کے اصولوں کے خلاف ہے۔ موصوف نے کہا کہ مالی میں اسلام کی عزت کی جاتی ہے اور وہ مذہبی امور میں مداخلت نہیں کرتے اور ہر کوئی اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہے۔ موصوف نے مالی میں جماعت احمدیہ کی دُکھی انسانیت کے لیے کی جانے والی خدمات کو سراہا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ ان کاموں کو جاری رکھے گی کیونکہ یہ مالی کی ترقی میں ایک خاص کردار ادا کر رہے ہیں۔ آخر پر

موصوف نے کہا کہ ہم حضورِ انور کی مالی میں تشریف آوری کے منتظر ہیں۔

بعد ازاں مکرم سیکرٹری صاحب امور خارجہ نے جماعت احمدیہ کے حوالے سے ایک تعارفی تقریر کی جس میں موصوف نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ 1924ء میں فرانس تشریف لائے اور پیرس کی زیر تعمیر مسجد میں بھی تشریف لے گئے۔ بعد ازاں 1946ء میں جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ فرانس میں آئے۔ موصوف نے بتایا کہ اس وقت جماعت احمدیہ کی فرانس میں ایک مسجد پیرس میں ہے، ایک رقبہ تغنی شاتو میں ہے جبکہ ایک مسجد کا عنقریب سٹراس برگ میں افتتاح ہوگا۔

اس کے بعد Mr. Clement Rouchouse from the Central Religion Advisory Board at the Home Office نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ موصوف نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا فرانس میں خیر مقدم کیا اور بتایا کہ فرانس کی بنیاد سیکولرزم پر ہے جس کی وجہ سے مذہبی آزادی یقینی ٹھہرتی ہے اور حکومت کو مذہبی امور میں مداخلت کی اجازت نہیں۔ اسلام کے حوالے سے موصوف نے کہا کہ اسلام اس ملک میں بہت لمبے عرصے سے موجود ہے جس کا اظہار یہاں پر ایک بڑی تعداد میں مقیم مسلمانوں سے ہوتا ہے۔ موصوف نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کا اس ملک کے ساتھ 1924ء سے تعلق رہا ہے اور فرانس میں اس کی موجودگی ان کے لیے نہایت خوش آئند ہے۔

اس کے بعد Mr. Jean Christophe Auge the Religious Advisor of the Foreign Affairs Ministry نے مختصر خطاب کیا۔ موصوف نے حضورِ انور کا خیر مقدم کیا اور اس پروگرام کے منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ موصوف نے بنیادی انسانی حقوق میں مذکور مختلف قسم کی آزادیوں کی اہمیت کا ذکر کیا اور اس بات پر زور دیا کہ یہ آزادی ہر شخص کے لیے مساوی طور پر ہے اور وہ اس آزادی کا اظہار عملی طور پر بھی کر سکتا ہے۔

بعد ازاں Eaubonne شہر کے میئر نے تقریر کی۔ موصوف نے کہا کہ میرے لیے یہاں تقریر کرنا ایک بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔ موصوف نے کہا کہ ہم سب پُر امن اور انصاف پسند معاشرے میں رہنا چاہتے ہیں لیکن ہم روز دیکھتے ہیں کہ معاشرے میں فساد پیدا کرنے والے اپنا کام کیے جاتے ہیں۔ اس لیے ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا تاکہ ہم ان اقدار کی حفاظت کر سکیں جو ہمیں بڑی تگ و دو کے بعد حاصل

ہوئی ہیں۔ اس کے لیے ہمیں نہ صرف انفرادی طور پر انتہا پسندی کو رد کرنا ہوگا بلکہ اپنے ارد گرد معاشرے میں بھی اس لحاظ سے نظر رکھنی ہوگی اور جاننا ہوگا کہ اس کا مقابلہ کس طرح کرنا ہے۔ موصوف نے جماعت احمدیہ کی فرانس میں خدمات کا اعتراف کیا اور خاص طور پر صفائی کے حوالے سے جو کام جماعت احمدیہ نے فرانس میں کیا ہے اسے سراہا۔

بعد ازاں President of the NATO Memorial Mr Willy Breton نے تقریر کی۔

موصوف نے NATO Memorial کے حوالے سے بتایا کہ وہ اس کے صدر ہیں۔ یہ فروری 2012ء میں مکمل ہوا۔ اس کا مقصد ان سپاہیوں کی تکریم کرنا اور ان کی یاد کو تازہ رکھنا ہے جنہوں نے NATO کی خاطر اپنی جانیں قربان کیں۔ اسی طرح موصوف نے اس ادارے کے تحت منعقد ہونے والے مختلف پروگراموں کا ذکر کیا جس میں مختلف مذاہب کے لوگ جمع ہو کر قیام امن کے حوالے سے اپنے نیک جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

معززین کی مختصر تقاریر کے بعد امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مقامی وقت کے مطابق چھ بج کر 41 منٹ پر منبر پر تشریف لائے۔ حضور انور نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ اپنے خطاب کا آغاز فرمایا اور سب مہمانوں کو 'السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کا تحفہ پیش فرمایا۔ حضور انور نے یونیسکو کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے جماعت احمدیہ کو اس تقریب کے انعقاد کی اجازت دی نیز اس تقریب میں تشریف لانے والے مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یونیسکو کے بنیادی مقاصد بہت عمدہ اور قابل ستائش ہیں جن میں دنیا میں قیام امن اور قانون کی بالا دستی نیز انسانی حقوق اور تعلیم کو عام کرنا شامل ہیں۔ مزید برآں یہ تنظیم آزادی صحافت کی قائل ہے اور دنیا میں پائے جانے والے مختلف کلچرز کی حفاظت کی علم بردار بھی۔ نیز غربت کو ختم کرنا اور دنیا کی ترقی کے لیے کام اور اس بات کو یقینی بنانا کہ ہم لوگ آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے ایک بہتر ماحول چھوڑ کر جائیں بھی اس کی ترجیحات میں شامل ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آپ لوگ شاید یہ جان کر حیران ہوں کہ اسلام میں بھی ان مقاصد کو پورا کرنے کے لیے تعلیمات موجود ہیں۔ اسلام تمام انسانوں کو برابر سمجھتا ہے اس لیے بلا تفریق رنگ و نسل سب کی ترقی کے لیے اصول وضع فرماتا ہے۔

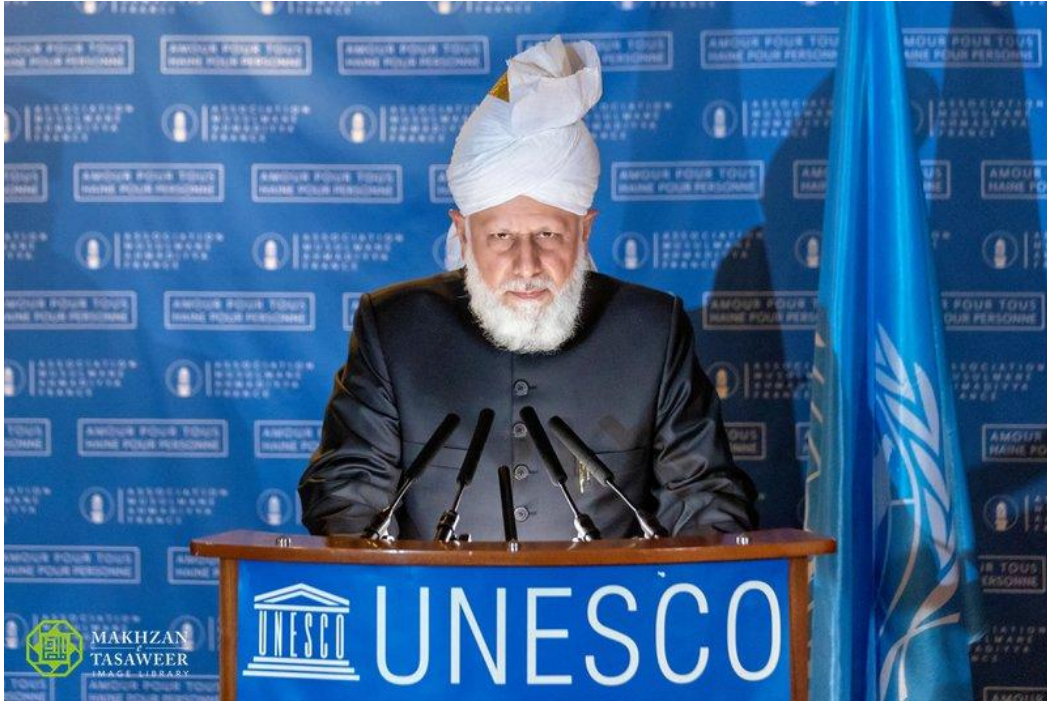
حضورِ انور نے فرمایا کہ قرآنِ کریم کی پہلی ہی سورت کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عالمین کا رب ہے۔ یہ نہیں کہ صرف مسلمانوں کا رب ہے بلکہ تمام انسانوں کا رب ہے۔ وہ رحمن ہے اور رحیم بھی ہے۔ اس لیے وہ رنگ نسل یا ذات پات کے فرق کے بغیر تمام انسانوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اسی لیے ہم اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ تمام انسان برابر ہیں اور وہ برابر ہی پیدا ہوتے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ قرآنِ کریم کے مطابق ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس لیے یہ پھر ایک مسلمان کا فرض بن جاتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کے ساتھ منصفانہ اور برابری کا سلوک رکھے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اسلام کے بارے میں بہت سے غلط تاثرات دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اسلام میں سزا کا تصور زیادہ تر آخرت کی زندگی کے ساتھ وابستہ ہے۔ جبکہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ اپنا رحم لوگوں پر نچھاور کرتا اور انہیں قدم قدم پر معاف کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ایک مسلمان کو اپنے ساتھی انسانوں کے ساتھ محبت اور برابری کا سلوک رکھنا چاہیے چاہے وہ کسی رنگ یا نسل یا ذات پات سے تعلق رکھتے ہوں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ بانیِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام دنیا کے لیے سراپا رحم تھے۔ آپ اور آپ کے پیروکاروں کو اسلام کے آغاز کے بعد انتہائی سخت مظالم کا سامنا تھا۔ بالآخر کئی سال تکالیف سہنے کے بعد مسلمان مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے جہاں نبی اکرم ﷺ نے مسلمان مہاجرین، یہود اور دیگر ممبرانِ معاشرہ کے درمیان ایک امن کا معاہدہ کیا جس کے مطابق سب کا فرض تھا کہ وہ امن کے ساتھ رہیں گے، ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں گے اور باہمی ہم آہنگی اور برداشت کے ساتھ رہنا یقینی بنائیں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ اس ریاست کے سربراہ مقرر ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ کے زیر انتظام ریاستِ مدینہ ایک بے مثال ریاست بن گئی۔ آپ نے اس میں آزاد عدلیہ کا قیام فرمایا۔ آپ نے اس بات کو یقینی بنایا کہ چاہے کوئی امیر ہو یا غریب، طاقت ور ہو یا کمزور سب کے لیے ایک ہی قانون ہو۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی امیر خاندان کی عورت سے جرم سرزد ہو گیا تو اکثر لوگوں کی رائے تھی کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی تجویز کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر محمدؐ کی بیٹی بھی جرم کرتی تو اسے بھی ریاستی قانون کے مطابق قابلِ مواخذہ ٹھہرایا جاتا۔



حضورِ انور نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے بہترین معاشرے کے قیام کے لیے اس بات کو ضروری قرار دیا کہ لوگ علم سیکھیں۔ حضور نے اس بات کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ پڑھے لکھے لوگ دوسروں کو پڑھنا لکھنا سکھائیں۔ معاشرے کے ہر طبقے سے تعلق رکھنے والوں کو چاہے وہ غریب ہوں یا یتیم تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ ریاستِ مدینہ میں یہ اصول بھی کارفرما تھا کہ کمزوروں کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنے کی کوشش کی جائے۔ ٹیکس کا سسٹم شروع کیا گیا جس میں امیروں سے ٹیکس لے کر غریبوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جاتا تھا۔ مزید برآں قرآنی احکام کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ نے کاروبار کے اصول بھی وضع کیے تاکہ ہر کوئی دیانت داری کے ساتھ کاروبار کرے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس دور میں جب غلامی اپنے زوروں پر تھی، نبی اکرم ﷺ نے ایک انقلاب برپا کر دیا۔ حضور نے لوگوں کو اپنے غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ترغیب دی اور انہیں آزاد کرنے کی تلقین فرمائی۔ شہر کو صاف رکھنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ لوگوں کو صاف رہنے کی اہمیت بتائی گئی۔ سڑکیں بنائی گئیں، مردم شماری کروائی گئی تاکہ لوگوں کی ضروریات پوری کی جاسکیں۔ الغرض ساتویں صدی میں نبی اکرم ﷺ کے زیرِ سرپرستی ایک شخص کی ذاتی اور قومی فلاح و بہبود اور ان کے حقوق کے قیام کو یقینی بنایا گیا۔ گویا کہ عرب میں پہلی مرتبہ ایک منظم بلکہ ایک ماڈل سوسائٹی بنا دی گئی۔ اور اس دور میں انفراسٹرکچر، سروسز، باہمی اتحاد و یگانگت، اور ایک دوسرے کو خوش دلی کے ساتھ برداشت کرنے کی بنیاد رکھ کر ایک کامیاب اور مثالی ملٹی کلچرل سوسائٹی کی بنیاد رکھی گئی۔ اس معاشرے میں بعض مسلمان مہاجر بھی تھے لیکن وہ مقامی معاشرے میں اس طرح شامل ہو گئے کہ انہوں نے اس کی ترقی کے لیے انتہائی مؤثر کردار ادا کیا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ دنیا میں نبی اکرم ﷺ کے کردار کو منفی رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔ آپ کو ایک جنگ جُو لیڈر کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ سچ نہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی عمر کے ہر حصے میں لوگوں کی بہتری اور انسانی حقوق کے قیام کے لیے اقدامات کرتے رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کے جذبات اور عقائد کا پاس رکھو۔ ایک دفعہ ایک یہودی نے نبی اکرم ﷺ کے ایک قریبی صحابی کی شکایت کی کہ اُس نے انہیں تھپڑ مارا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابی کو بلا بھیجا اور ان سے وضاحت طلب فرمائی۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہودی کہتا تھا کہ ہمارے نبی حضرت موسیٰ کا رتبہ تمہارے نبی محمد ﷺ سے بڑا ہے۔ یہ بات مجھ سے برداشت نہیں ہوئی۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے اپنے قریبی صحابی سے ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں اس یہودی کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا بلکہ اس کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔ حضورِ انور نے فرمایا یہ کتنی عظیم الشان تعلیم ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ایک دوسرے کے جذبات کا پاس رکھنے کی یہ بہترین روایت کہ جس پر دنیا کے باہمی اتحاد کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے اور جو قوموں کی باہمی محبت کو فروغ دینے میں ایک بہت اچھا کردار ادا کرتی رہی آج کے دور میں آزادی اور تفریح کے نام پر اسے پس پشت ڈالا جا رہا ہے۔ بائیانِ مذاہب کو

بھی استہزاء کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اگرچہ ایسی حرکتوں کی وجہ سے ان کے پیروکاروں کے دل ہی کیوں نہ دکھتے ہوں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ قرآن کریم تو یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ مسلمانوں کو بتوں کو بھی برا بھلا نہیں کہنا چاہیے تاکہ جواب میں بت پرست لوگ خدا تعالیٰ کو برا نہ کہیں اور اس سے معاشرے کے امن و امان میں خلل واقع ہو۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے معاشرے کے کمزوروں اور ضرورت مند لوگوں کے حقوق کے قیام کے لیے بہت سے اقدامات فرمائے۔ یہ سب اس لیے کیا تاکہ ان کا معیارِ زندگی بلند ہو اور ان کی عزتِ نفس کا خیال رکھا جاسکے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک امیر آدمی جو صرف اپنی ذات میں ہی محو رہتا ہے مقام میں اس غریب آدمی سے چھوٹا ہے جو دوسروں کی خدمت کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ معاشرے کے کم زور طبقے کو معاشرے کا صحت مند حصہ بنانے کے لیے نبی اکرم ﷺ کس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتے تھے۔ آپ نے تلقین فرمائی کہ دعوتوں میں مسلمانوں کو اپنے معاشی لحاظ سے کمزور بھائیوں کو بلانا چاہیے۔ نیز یہ کہ اگر کسی غریب کو انصاف کی ضرورت ہو تو معاشرے کو انصاف کے حصول میں اپنے بھائی کی مدد کرنی چاہیے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے معاشرے سے غلامی کو ختم کرنے پر بہت زور دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مسلمان فوری طور پر اپنے غلاموں کو آزاد نہیں کر سکتے تو ان کو وہی کھلائیں جو وہ خود کھاتے ہیں اور وہی پہنائیں جو وہ خود پہنتے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام عورتوں کے حقوق غصب کرتا ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اس بات میں کوئی سچائی نہیں۔ اسلام تو وہ مذہب ہے جس نے پہلی مرتبہ عورتوں اور بچیوں کے حقوق کو تسلیم کیا۔ اسلام سے قبل عورتوں کے حقوق مارے جاتے تھے اور ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے نہ صرف صنفِ نازک کے وقار کو قائم فرمایا بلکہ ان کو وراثت میں حصہ دار بھی ٹھہرایا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی اچھی تعلیم و تربیت کرے تو وہ جنت کا وارث ٹھہر جائے گا۔ آج کا جہادی بھلے یہ کہے کہ کسی مہاجر کو مار کر جنت حاصل کی جاسکتی ہے، نبی اکرم ﷺ نے تو جنت کے حصول کا ایک ذریعہ بچیوں کی تعلیم و تربیت بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ

پوری دنیا میں احمدی بچیاں اعلیٰ تعلیم کا حصول کرتی ہیں اور ڈاکٹرز، ٹیچرز، آرکیٹکٹ وغیرہ بن کر نہ صرف اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی ہیں بلکہ انسانیت کی خدمت میں بھی پیش پیش ہیں۔ احمدی اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ اگر ایک طرف لڑکوں کو تعلیم دلوانی چاہیے تو دوسری جانب لڑکیوں کو پڑھانا بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اسی لیے احمدی بچیوں کی شرح خواندگی بہت زیادہ ہے۔



حضور انور نے فرمایا کہ اسلام نے عورت کو وراثت کے حقوق دیے، طلاق کے حقوق دیے اور بہت سے حقوق عورت کے لیے یقینی بنائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلام ہمسایوں کے حقوق پر بھی بہت زور دیتا ہے۔ اس بارے میں بانی اسلام ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ جبرائیل نے ہمسایوں کے حقوق پر اتنا زور دیا کہ مجھے لگا کہ وہ اسے وراثت میں بھی حصہ دار ٹھہرا دے گا۔ حضور انور نے فرمایا یہاں ہمسائے سے مراد صرف مسلمان ہمسایہ نہیں بلکہ کسی بھی مذہب، رنگ یا نسل سے تعلق رکھنے والا انسان ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بانی اسلام ﷺ نے حصول علم پر بہت زور دیا۔ چنانچہ کفار مکہ کے ساتھ ہونے والی پہلی جنگ کے بعد جو بے سرو سامانی کے باوجود مسلمان جیت گئے تھے جو جنگی قیدی مدینہ میں آئے ان کی آزادی کے فدیہ کے طور پر ایک شرط یہ بھی رکھی گئی کہ ایسے قیدی جو پڑھنا لکھنا جانتے ہیں اگر وہ مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں تو انہیں آزاد کر دیا جائے گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح ریاست

مدینہ کے سربراہ بانئ اسلام ﷺ نے قیدیوں کو بھی معاشرے کا صحت مند حصہ بنانے کے اقدامات فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلام پر یہ الزام بھی عائد کیا جاتا ہے کہ یہ مفسد اور جنگ جو مذہب ہے۔ مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت دی گئی لیکن اپنے دفاع کے لیے۔ اور سچ یہ ہے کہ اس دفاعی جنگ کی اجازت بھی اس لیے دی گئی کیونکہ اس سے مذہبی آزادی اور آزادی ضمیر و اظہار رائے کا قیام عمل میں لانا مقصود تھا۔ اگر مسلمان کفار مکہ کی فوج کی طرف سے کیے جانے والے حملے کا دفاع نہ کرتے تو کوئی کلیسا، کوئی یہودی معبد اور کوئی عبادت گاہ محفوظ نہ رہتی کیونکہ مکہ والے مذہب کی تمام قسموں کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اسلامی دفاعی جنگوں کا بنیادی مقصد انسانیت کی حفاظت اور مذہب کے تقدس کا قیام تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر آج کے مسلمان شدت پسندی یا فساد پر مبنی کارروائیاں کرتے دکھائی دیتے ہیں تو یہ اس وجہ سے ہے کہ یا تو وہ اسلام کی تعلیمات کو پس پشت ڈال چکے ہیں اور یا پھر انہیں سرے سے اسلام کی حقیقی تعلیمات کا ادراک ہی نہیں۔ پھر ان جنگوں کا مقصد مذہبی نہیں بلکہ اپنے ملک، اپنی قوم یا اپنے ذاتی مفادات کی حفاظت یا مزید طاقت اور وسائل کا حصول ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلام ہر قسم کی جارحیت کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ بانئ اسلام نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین نے کبھی بھی جنگ کی خواہش نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے ہمیشہ امن کے قیام کی ہر ممکنہ کوشش کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض اور ناقدین کہتے ہیں کہ اسلام ایک فرسودہ اور پرانا مذہب ہے جو کہ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق علمی اور دانش ورانہ ترقی کا قائل نہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک پیشہ وارانہ اور بے بنیاد اعتراض ہے۔ قرآن کریم از خود تعلیم کے حصول کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو یہ دعا سکھاتا ہے کہ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (طہ: 115)۔ کہ اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔ جہاں یہ دعا مسلمانوں کو حصول علم میں مدد دیتی ہے وہاں عمومی طور پر علم کے فروغ کو بھی اہمیت دیتی دکھائی دیتی ہے۔ اور لوگوں کی حصول علم کے لیے حوصلہ افزائی فرماتی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر ہم تاریخِ اسلام کی ورق گردانی کریں تو ہمیں بہت سے مسلمان دانش ور، موجد، فلسفی، سائنسدان، ریاضی دان وغیرہ نظر آئیں گے۔ ان لوگوں نے ازمنہ و سطلی میں سائنس اور دیگر علوم کی اس قدر خدمت کی کہ آج کی جدید ترقیات ان کے بغیر ممکن نہ تھیں۔

حضورِ انور نے مختلف مسلمان موجدوں کی مثالیں دیتے ہوئے فرمایا کہ کیمرے کی ایجاد ابن الہیثم نے کی جسے یونیسکو کے ادارے نے Pioneer of Optics قرار دیا۔ (حضورِ انور نے فرمایا کہ کیمرے کا لفظ ہی عربی کے مادے کمر سے مشتق ہے۔) حضورِ انور نے فرمایا کہ بارہویں صدی میں ایک مسلمان نے دنیا کا معین نقشہ بنایا جس سے صدیوں تک لوگ فائدہ اٹھاتے رہے۔ پھر طب کے میدان کو لیں تو مسلمان اطباء نے بہت سی ایسی دریافتیں کیں جن سے دنیا آج بھی فائدہ اٹھا رہی ہے۔ سترہویں صدی میں ایک انگریز ڈاکٹر ولیم ہاروے نے دورانِ خون اور انسانی دل کے کاموں پر ایک انقلاب انگیز تحقیق پیش کی۔ لیکن پھر معلوم ہوا کہ اس عنوان پر چار سو سال قبل ابن نفیس جیسے مسلمان طبیب سیر حاصل بحث سپردِ قلم کر چکے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اسی طرح جابر بن حیان نے کیمسٹری کی فیلڈ میں ایسے طریقے ایجاد کیے جو آج بھی زیرِ استعمال ہیں۔ پھر الجبرا کے موجد بھی مسلمان ریاضی دان تھے۔

Cérémonie d'accueil de Sa Sainteté
Hadhrat Mirza Masroor Ahmad
 Calife et Chef spirituel de la communauté musulmane Ahmadiyya

Association Musulmane Ahmadiyya de France
 en partenariat avec
 la Délégation Permanente du Mali auprès de l'UNESCO

UNESCO
 MARDI 8 OCTOBRE 2019

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج کمپیوٹر کی بنیاد Algorithms پر ہے۔ اس پر بھی بنیادی کام مسلمان ریاضی دانوں نے ہی کیا۔

اسی طرح فلکیات کے علوم کی ترقی میں بھی مسلمان ماہرین کی خدمات سر فہرست ہیں۔ نیز Ethics، ریاضی، فلسفہ اور دیگر علوم کے بہت سے ماہرین مسلمان تھے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اسی طرح ازمنا و سطنی میں سائنسی علوم سیکھنے کی زبان عربی تھی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ان سب باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ایک آدمی کے علم میں اضافے اور معاشرے میں تعلیم کے فروغ پر کس قدر زور دیتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ 1889ء میں قیامِ جماعت احمدیہ سے لے کر اب تک جماعت احمدیہ مسلمہ بھی علم کے فروغ کی کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ پہلے نوبیل انعام یافتہ مسلمان سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام، احمدی تھے جنہوں نے 1979ء میں فزکس کا نوبیل انعام وصول کیا۔ پروفیسر عبدالسلام نے ساری زندگی اس بات کی وکالت کی کہ اسلام اور قرآنِ کریم ان کی تمام سائنسی تحقیقات کا رہ نما ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ قرآنِ کریم میں ساڑھے سات سو آیات ایسی ہیں جو سائنس، قدرت اور کائنات کے رازوں سے پردہ اٹھاتی ہیں۔

پھر جماعتِ احمدیہ کے تیسرے خلیفہؒ نے تعلیم کے فروغ کے لیے تعلیمی میدانوں میں اعزاز حاصل کرنے والے احمدی طلبہ و طالبات کو جماعت کی طرف سے گولڈ میڈل دینے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ چنانچہ ہر سال سینکڑوں احمدی طلباء و طالبات کو دنیا بھر میں ان کی تعلیمی کامیابیوں کے اعتراف میں گولڈ میڈلز دیے جاتے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ یتیموں کی تعلیم کا خیال رکھا جائے اور اس کے لیے لوگوں کو خرچ کرنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ کے ان ارشادات کی روشنی میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ روحانی ترقی صرف عبادات اور دعا سے ممکن نہیں بلکہ اس کے حصول کے لیے انسانیت کی خدمت کرنا بھی ضروری ہے۔

قرآن کریم مسلمانوں کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ دنیا سے بھوک اور افلاس کو ختم کرنے کے لیے مؤثر کردار ادا کریں۔ غریب اور کمزور طلباء کی مدد سے معاشرے میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ بانی اسلام ﷺ کے بیان فرمودہ ان تمام رہ نما اصولوں پر عمل کرتی ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد محبت اور رحم دلی پر ہے۔ اس لیے ہم انسانیت کی ہر ممکنہ خدمت کرتے ہیں بغیر اس بات کو دیکھے کہ انسان کا مذہب کیا ہے۔ جماعت احمدیہ نے خالصتاً دکھی انسانیت کی خدمت کے لیے افریقہ میں سکولز اور ہسپتال کھولے ہیں۔ ہم افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بسنے والے غریب لوگوں کو صاف ستھرا پانی مہیا کر رہے ہیں تاکہ وہاں رہنے والے بچے روزانہ کئی میل کا سفر کر کے اپنے گھروں میں پانی مہیا کرنے کی بجائے سکول جائیں اور زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر معاشرے کا صحت مند حصہ بنیں۔ ہم افریقہ میں ماڈل ولیجز بنا رہے ہیں جس میں کمیونٹی ہال، شمسی توانائی سے حاصل کی جانے والی بجلی، پانی اور دیگر ضروریات زندگی کی فراہمی یقینی بنائی گئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم اپنی مذہبی تعلیمات کو پورا کرتے ہوئے ان مقامی غریب لوگوں کو بغیر کسی مذہبی تفریق کے ضروریات زندگی مہیا کر رہے ہیں کیونکہ یہ کام غربت کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں قیام امن کے لیے بہت ضروری ہے۔ جب لوگوں کو خوراک، صاف پانی، شیلٹر، سکول، نظام صحت اور دیگر سہولیات مہیا ہوں گی تو وہ پھر امن کے ساتھ رہ سکیں گے اور شدید مایوسی اور انتقامی جذبات سے اپنے آپ کو بچا پائیں گے۔ اور یہی وہ چیزیں ہیں جو ایک انسان کو شدت پسندی کی طرف مائل کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اور یہ تمام ان لوگوں کے بنیادی حقوق ہیں جنہیں پورا کرنے کی طرف ہم سب کو توجہ کرنی چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آخر پر میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ انسان وسائل اور طاقت کے حصول کے لالچ اور ذاتی مفادات کی دوڑ سے کنارہ کشی اختیار کر لے اور دنیا سے غربت اور تکلیف دور کرنے کے لیے دکھی انسانیت کی خدمت میں لگ جائے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سب کا ایک مرتبہ پھر یہاں تشریف لانے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حضورِ انور کا خطاب شام سات بج کر 19 منٹ پر ختم ہوا۔ سامعین نے بڑی دیر تک تالیاں بجا کر خطاب پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد حضورِ انور کرسیِ صدارت پر تشریف فرما ہوئے اور دعا کروا کر اس محفل کا اختتام فرمایا۔ محفل میں موجود تمام لوگوں نے اپنے اپنے طریق کے مطابق اس دعا میں شرکت کی۔

پروگرام کے بعد اس تقریب میں تشریف لانے والے معزز مہمانوں کو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ اس دوران مختلف تصاویر بھی ہوئیں اور حضورِ انور نے مہمانوں کو World Crisis and the Pathway to Peace کا فریج ترجمہ نیز رسالہ Review of Religions کا فریج ایڈیشن تحفہً دیا۔ مقامی وقت کے مطابق شام پونے آٹھ بجے کے قریب حضورِ انور کا قافلہ مسجد مبارک (Saint-Prix) کی طرف واپس روانہ ہو گیا۔

(رپورٹ: عرفان احمد خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل برائے دورہ یورپ ستمبر، اکتوبر 2019ء)

☆...☆...☆